بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵

الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم جمعہ

جلد ۳۴	۴ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش	۲۹ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ	۴ جنوری ۱۹۴۶ء	نمبر ۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ ماہ صلح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸½ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کے گھٹنوں میں ابھی درد ہے۔ گو پہلے سے کم ہے۔ حرارت دن میں آج کئی دفعہ بڑھتی رہی۔ لیکن پھر کم ہو جاتی رہی۔ احباب جماعت حضور کی صحت عاجلہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

- حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

- حضرت مفتی محمد صادق صاحب تا حال بیمار ہیں۔ سخت تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

- حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو پھر بخار اور نزلہ ہو گیا ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حکومت کشمیر سے نہایت اہم اور ضروری مطالبہ

سرینگر کی ایک مسجد سے متصل سینما ہال کی تعمیر روک دی جائے

(از ایڈیٹر)

جب سے یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ حکومت کشمیر نے مسجد احمدیہ سرینگر کے بالکل قریب سینما ہال تعمیر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ جماعت احمدیہ میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک غم و غصہ اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ جس کا کسی قدر اظہار اس وقت کیا گیا۔ جبکہ گذشتہ دسمبر کے آخری ایام میں ہندوستان کے تمام علاقوں کے ہزارہا احمدی جن میں دنیوی لحاظ سے بڑے بڑے اعلےٰ مراتب اور مناصب رکھنے والے اصحاب بھی شامل تھے مرکز سلسلہ قادیان میں جمع ہوئے۔

سالانہ جلسہ کے اس اجتماع میں عالی جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر سابق ہوم سیکرٹری و چیف جج ہائی کورٹ مملکت نظام حیدر آباد دکن کی صدارت میں ایک قرارداد اتفاق رائے سے پاس کی گئی۔ جس میں ایک طرف تو حکومت کشمیر کے اس فیصلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اور دوسری طرف توقع ظاہر کی گئی۔ کہ حکومت کشمیر جلد سے جلد مسجد کے متصل سینما ہال کی تعمیر کو روکنے کے متعلق جماعت احمدیہ کے جائز اور ضروری مطالبہ کو پورا کر دے گی۔

عبادت گاہ خواہ کسی مذہب و ملت کے لوگوں کی ہو۔ اس کا احترام اور اعزاز قائم رکھنا تمام شریف اور مہذب انسانوں کا اولین فرض ہے۔ اور جو اس احترام کے خلاف کوئی حرکت کریں۔ ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے حکومت کو تیار رہنا چاہیئے۔ نہ صرف اس لئے کہ حکومت تمام مذاہب کے لوگوں کے جائز حقوق کی محافظ ہوتی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ مذہبی جذبات اور احساسات کے خلاف کوئی حرکت ان عناصر کے لئے محرک ہوتی ہے جس کا خمیازہ حکومت کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ حکومت کشمیر اس بات سے ناواقف نہیں۔ بلکہ وہ کئی دفعہ عاقبت نااندیش حکام کی لاپرواہی اور جنبہ داری کی وجہ سے مذہبی احساسات کو ٹھیس لگنے کی بنا پر ملک میں فتنہ و فساد اور شور و شر پیدا ہو جانے کے تلخ تجربات سے دوچار ہو چکی ہے۔ ان حالات میں سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ذمہ دار حکام نے یہ جانتے ہوئے کہ حکومت کشمیر جس نواح میں مسجد کی تعمیر کی اجازت دے چکی ہے۔ اس کے بالکل متصل کیوں سینما ہال تعمیر کرنے کی اجازت دے دی؟ اور کیوں اتنا بھی خیال نہ کیا۔ کہ سینما ہالوں کے اندر اور ان کے ارد گرد ہر قسم کے جمگھٹے اور شور و شر ہوتے ہیں۔ وہ ایک عبادت گاہ کی تقدیس کے بالکل خلاف اور عبادت گزاروں کے لئے نہایت ہی تکلیف اور پریشانی کا موجب ہوتے ہیں۔

پھر جبکہ یہ امر بھی حکومت کشمیر سے مخفی نہیں۔ کہ ہندوستان میں تو آئے دن عبادت گاہوں کے پاس سے باجا بجاتے ہوئے گزر جانے پر نہایت خونریز فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ تو یہ سمجھنا کونسی مشکل بات ہے۔ کہ باجا بجانے سے بھی نہایت بدتر شور و شر پیدا کرنے والا مسجد کے بالکل متصل ایک مستقل اڈا کیسے خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ حکومت کشمیر کے ذمہ دار ارکان کو اسے اس لئے نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے۔ کہ مسجد تعمیر کرنے والی چھوٹی سی جماعت احمدیہ ہے۔ مسجد کی تقدیس و تکریم کے قیام میں تمام مسلمان یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس کے احترام کے خلاف ہر فعل سب کے لئے مساوی طور پر رنج اور اشتعال کا موجب بن سکتا ہے۔

اس وقت جبکہ حکومت جموں و کشمیر کے مسلمانوں میں پہلے ہی بہت کچھ بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ جیسا کہ جموں کے اس جلسہ سے بھی ظاہر ہے۔ جس میں ایک طرف تو یہ کہا گیا ہے۔ کہ "یہ اجتماع عظیم اس امر پر تشویش، غم اور غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ کہ موجودہ وزارت نے شہری آزادی کو نہایت بے دردی سے کچل ڈالا ہے"۔ اور دوسری طرف مسلمانوں سے یہ اپیل کی گئی ہے۔ کہ "وہ ان تمام بُرے حالات کا متحد ہو کر صبر و سکون سے مقابلہ کریں ہم نہیں چاہتے۔ کہ کوئی ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جو مسلمانوں کی بے چینی میں اور اضافہ کرنے کا موجب ہو۔ بلکہ حکومت کشمیر سے صرف یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ مسجد کی تقدیس اور تکریم کے قیام کی خاطر اس کے متصل بننے والے سینما ہال کو روک کر ثابت کر دے۔ کہ وہ اپنی مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات اور احساسات کا احترام کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ اور کھیل تماشہ اور عیاشی کے سامان مہیا کرنے والوں کے مقابلہ میں اپنے مالک اور خالق کی عبادت کرنے والوں کے جذبات کو زیادہ وقعت دیتی۔ اور ان کے لئے آسانیاں بہم پہنچاتی ہے۔

کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی پچانوے ۹۵ فیصدی سے بھی زیادہ ہے۔ اور حکومت کشمیر کے محاصل کا بہت بڑا انحصار مسلمانوں پر ہے۔ یہ صورت حالات بھی اس بات کی متقاضی ہے۔ کہ مسجد جسے مسلمان بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر سمجھتے ہیں۔ اور بے حد احترام کرتے ہیں۔ اس کی تقدیس کو سینما ہال کی زد میں نہ آنے دیا جائے۔

امید ہے کہ حکومت کشمیر اس بارے میں دور اندیشی سے کام لے گی۔ اور یہ معاملہ جو اس وقت آسانی کے ساتھ سلجھ سکتا ہے۔ اسے الجھن میں نہ ڈالے گی۔

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

برما کے ایک علاقہ میں مخلصین کی ایک جماعت

خداتعالیٰ احمدیت کا بیج دور دور کے علاقوں کے سعید الفطرت انسانوں کے سینوں میں جس طرح بکھیر رہا ہے۔ اور جس طرح ان لوگوں کو احمدیت سے غیر معمولی اخلاص عطا کر رہا ہے۔ اس کی ایک مثال ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ جو ایک نوعمر احمدی کے پرائیویٹ خط سے جو اس نے اپنے والد صاحب کو لکھا اخذ کی جا رہی ہے۔ لکھا۔ میں چار دن کی چھٹی پر رنگون سے ۸۵ میل دور مقام Dainuu ضلع پیگو گیا۔ واقعات یوں ہیں کہ حال ہی میں ہمارے ایک احمدی دوست کا بچہ فوت ہو گیا۔ جس کو مقامی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ دفن کرنے کے بعد مقامی ملانوں نے مقدمہ دائر کر دیا۔ کہ احمدیوں کے ایسا کرنے سے ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ لہٰذا ان سے قانونی سلوک کیا جائے۔ گو قبرستان سرکاری ہے۔ اور صرف مسلمانوں کے لئے وقف ہے۔ اس میں فرقہ داری کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ جب مقامی ملا نے ہمارے وکیل کے سوالات کا کما حقہ جواب نہ دے سکے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم رنگون سے عالم منگوائیں گے۔ جو عدالت پر ثابت کر دینگے۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور ان کا دفن کرنا اسلامی قبرستان میں ممنوع ہے۔ چونکہ ۱۸ دسمبر کو پیشی تھی۔ اس لئے ہم تین فوجی احمدی معہ دیگر سول کے احمدیوں کے اس قصبہ میں گئے۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت وہاں بسرعت ترقی کر رہی ہے۔ لوگوں میں بے حد اخلاص ہے۔ تقریباً تمام دوست جنوبی ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ جو سالہا سال سے برما میں مقیم ہیں۔ اچھے مالدار اور صاحب حیثیت احمدی ہیں۔ ہم سے بے حد محبت سے پیش آئے۔ جب ان کو یہ معلوم ہوا۔ کہ میں قادیان کا رہنے والا ہوں۔ تو مسرت سے بار بار مصافحہ کرتے تھے۔ ہمارے دوران قیام میں انہوں نے مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ہمارا وکیل خدا کے فضل سے ایک ہوشیار چینی ہے۔ جو کہ برمی۔ انگریزی اور کچھ ہندوستانی بھی جانتا ہے۔ فریق مقابل کی طرف سے بڑے بڑے جبہ و عمامہ پہنے ہوئے مولوی آئے۔ لباس میں اتنا تکلف کہ خدا کی پناہ۔ مگر جرح میں ایسے ذلیل و خوار ہوئے۔ کہ ایمان تازہ ہو گیا۔ ایک رنگون کا بڑا جید عالم جب گواہی کے لئے آیا۔ تو اس نے حلف لیا۔ کہ جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا۔ اس کے بعد عدالت نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ حدیث کا ترجمہ انگریزی میں آپ نے کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہاں میں نے کیا ہے۔ حالانکہ میری آنکھوں کے سامنے ایک اور مولوی نے ترجمہ کیا تھا۔ اور اس نے صرف دستخط کئے تھے۔ مگر وہاں اس نے جھوٹ بول دیا۔ ایک مولوی مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا بیٹا تھا۔ اس نے پہلے تو قطعاً انکار کر دیا۔ کہ میرے والد احمدی تھے۔ مگر بعد میں کہا کہ ہاں لاہوری احمدی تھے۔ پھر انہوں نے توبہ کر لی۔ اور اہلسنت جماعت کی حالت میں فوت ہوئے۔ آپ کا فرمانبردار ذکاء اللہ۔

احباب دعا کریں۔ کہ احمدی احباب کو اس مقدمہ میں کامیابی عطا کرے۔ اور مخالفین کو خائب و خاسر کرے۔ نیز اس علاقہ میں ترقی دے۔

مجلس مشاورت اور وصولی چندہ

آئندہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو فہرست جماعتوں کے چندہ کی حالت کی پیش کی جائیگی۔ اس میں ہر ایک جماعت کا موصولہ چندہ تا اخیر فروری ۱۹۴۶ء بمقابلہ تدریجی بجٹ دس ماہ کے درج کر کے دکھلایا جائیگا۔

تمام جماعتوں کو خصوصاً ان کے ذمہ دار عہدیداران کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ ابھی سے اس بات کی فکر رکھیں۔ اور اخیر فروری ۱۹۴۶ء تک اس قدر رقم اپنے چندہ کی داخل خزانہ مرکزی کر دیں جو ان کے دس ماہ کے بجٹ کے مقابلہ میں خاطر خواہ قرار دی جا سکے۔ اور ان کو اور ان کی جماعت کو چندہ کی کافی مقدار نہ داخل کرانے کی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر نمائندگان مجلس مشاورت کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے نہ کہ ایڈیٹر کو۔

سہرا بدعت ہے

حال ہی میں ایک شادی کی تقریب پر ایک شاعر صاحب نے سہرا لکھا۔ اس کی اشاعت کے متعلق جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا گیا۔ تو حضور نے رقم فرمایا:-

"سہرے کا طریق بدعت ہے"

پس ہماری جماعت کو یہ رواج بالکل اڑا دینا چاہیئے۔

تبلیغ خاص کے متعلق اعلان

تبلیغ خاص کی طرف احباب جماعت کو پھر یاددہانی کی جاتی ہے۔ ابھی بہت رقم درکار ہے۔ مبلغ -/۱۵۰۰ کی اپیل کی تھی۔ صرف پانچواں حصہ ابھی تک داخل خزانہ ہوا ہے۔ تبلیغ کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ احباب جلدتر توجہ فرمائیں گے۔ جو لوگ جلسہ میں نہیں آ سکے۔ وہ اس میدان میں داخل ہو کر ثواب لیں۔ خصوصاً وہ جو فوجی ملازمتوں پر ہیں۔ (ناظم تبلیغ خاص)

حساب داران امانت سے درخواست

حساب داران امانت ذاتی سے درخواست ہے۔ کہ (۱) تکمیل ریکارڈ کی غرض سے اپنا موجودہ تفصیلی پتہ بوالپسی ڈاک بھیجکر مشکور فرماویں۔ اور (۲) آئندہ کے لئے نوٹ فرماویں۔ کہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر مستقل تبادلہ کی صورت میں نیا پتہ ڈاک دفتر امانت میں سابقہ بھیجتے رہیں۔ تا ششماہی حسابات اور دیگر متعلقہ خط و کتابت صحیح پتہ پر بھیجی جا سکے۔ ورنہ خطوط وغیرہ حساب داروں تک نہ پہنچ سکیں گے۔ یا ضائع ہوتے رہیں گے۔ اور اس کی ذمہ داری دفتر امانت پر نہ ہوگی۔ (۳) ایسے احباب جنہوں نے ابھی تک اپنے دستخطوں کے نمونے شناخت اور دفتر میں ریکارڈ کے لئے نہ بھیجے ہوں۔ جلد بھیج دیں۔ ورنہ ان کی رقوم کی ادائیگی میں روک پیدا ہوگی۔ (۴) امانت ذاتی و دیگر حسابات متعلق صیغہ امانت کے بارے میں خط و کتابت کرتے وقت افسر انچارج صیغہ امانت قادیان کو مخاطب کرنا چاہیئے نہ کہ محاسب کو۔ محاسب کو صرف چندہ جات کے متعلق یا ایسی مدات کے بارے میں مخاطب کرنا چاہیئے۔ جو چندہ ہائے صدر انجمن سے متعلق ہوں۔

(افسر انچارج صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ قادیان)

تبلیغ عالمگیر

بر حرفِ خود پسندی یکبارگی قلم زن ۔۔۔ تیغ در رضائے دردہ تن زن نہ ہیچ دم زن

قولے درست گویم لیکن درشت گویم ۔۔۔ اندر عمل بیفزا لاف و گزاف کم زن

از فضلِ حق تعالیٰ شبہائے ما سحر شد ۔۔۔ منزل قریب آمد ہاں پیشتر قدم زن

در جنگِ حق و باطل فرصت مدہ عدو را ۔۔۔ بر لشکرِ مخالف ناگاہ شبخون زن

شیرِ خدا توئی بس خیبر خراب گرداں ۔۔۔ صفہائے دشمناں را در حملہ بہم زن

پیغامِ احمدیت گردن زند ستم را ۔۔۔ ایں خنجرِ مہند بر گردنِ ستم زن

با رایتِ صداقت با لشکرِ دلائل ۔۔۔ طبلے بملکِ جم زن یلغار بر عجم زن

ہر ملک ملکِ احمد ملکِ خدائے احمد ۔۔۔ در باختر علم زن در خاوراں خیم زن

آرام جاں نیابی تا کام جاں نیابی

ایں نکتہ کہ گفتم بر لوحِ دل رقم زن

خاکسار [illegible]

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء

میں

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے (آکسن) کی تقریر

اشتراکیت کے اقتصادی اصول کا اسلامی اقتصادی اصول سے موازنہ

(۲)

گزشتہ قسط میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اشتراکیت کے ساتھ بڑے بڑے اصول جن پر عمل پیرا ہوکر اشتراکیت انسان۔ انسان کی اقتصادی تفریق مٹانا اور اقتصادی مساوات قائم کرنا چاہتی ہے عملی طور پر بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ اس دوسری قسط میں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ اسلام نے جو اقتصادی اصول پیش کئے ہیں وہی مکمل اور قابل عمل ہیں۔

ناممکن اور مضر مساوات

مساوات اپنے کلیۃً منطقی معنیٰ کے لحاظ سے ناممکن الحصول ہے۔ اس لحاظ سے اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ جتنا ایک شخص کو کھانے کو دیا جائے۔ اتنا ہی دوسرے کو دیا جائے۔ جتنا کپڑا جتنی تعلیم۔ جتنی طبی امداد ایک شخص کو ملے۔ اتنی ہی دوسرے کو ملے۔

اس معنے میں مساوات ناممکن الحصول ہی نہیں غیر مفید اور مضر بھی ہے۔ پیدائش انسانی مساوات کے اس اصول پر نہیں ہوئی۔ کسی کا قد چھوٹا ہے کسی کا لمبا۔ قدرت نے کسی کو دبلاپے سے نوازا ہے۔ کسی کو موٹاپے سے۔ بعض کی حسّوں میں تیزی پائی جاتی ہے۔ بعض کے جذبات کند ہیں۔ کسی کی دماغی قوتوں کو شاہین کی پرواز عطا کی گئی ہے۔ کوئی زمین پر رینگتے ہوئے بھی بھولا نہیں سماتا۔ ان حالات میں منطقی مساوات کوتاہ قد کے انسان کے کوٹ کو ٹخنوں تک لمبا کرکے یا طویل قامت شخص کے پاجامہ کو گھٹنوں تک اونچا کرکے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ خوراک میں یہ مساوات کم خور کو اتنا ٹھسا کر کہ غذا اس کے لئے مہلک بن جائے۔ یا ایک پیٹو کو اتنی کم مقدار میں غذا دے کر کہ زندہ رہنا بھی اس کے لئے مشکل ہو جائے۔ ہم اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ خیالات کی دنیا میں اس مساوات کا قیام ایک بلند پرواز شاعر کو کند ذہن انسان کے ماحول میں رکھ کر یا ایک کند ذہن کو آسمانوں کی بلندیوں پر پہونچا کر جہاں کی شفاف فضا میں اس کے لئے زندہ رہنا مشکل ہو جائے قائم کی جاسکتی ہے۔

پس ہر ایک کو ایک جتنا دینا کسی ایک کے لئے بھی چنداں مفید نہیں۔ اس لئے ہمیں مساوات کے کوئی اور معنے کرنے ہونگے جن کے مطابق اس کے قیام کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہوگا:

اسلام میں مساوات کی تعریف

مارکس نے مساوات کی جو تعریف کی ہے۔ وہ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں عقلاً نادرست تھی۔ اور عملاً ناکام رہی۔ اسلام اس قسم کی مساوات کو صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ اسلام کے نزدیک مساوات کی یہ تعریف ہے۔ کہ

(۱) ضروریات زندگی کے حصول میں سب مساوی ہوں۔ یعنی وہ کم سے کم غذا جس سے انسان کے جسمانی اور دماغی قوٰے پورے طور پر نشوونما پاسکیں۔ یا اپنی طاقتوں کو بحال رکھ سکیں ہر شخص کو ملنی چاہیئے۔ وہ کم سے کم کپڑا جس سے انسان سردی گرمی کے اثرات سے محفوظ رہ سکے اس کا حق ہے۔ اور

(۲) یہ کہ ہر شخص اس بات میں مساوی ہونا چاہیئے۔ کہ اسے جسمانی اور دماغی قوٰے کو کمال تک پہونچانے کے سامان مہیا ہوں۔ اس کے راستہ میں کوئی ایسی دنیوی روک نہ ہو۔ جس کی وجہ سے اگر وہ فطرتاً پیشہ ور ہے تو اپنے پیشہ میں وہ کمال حاصل نہ کرسکے جو اسباب و ذرائع کے مہیا ہونے پر کر سکتا تھا۔ اگر اس کے دماغی قوٰے میں آگے نکلنے کی اہلیت ہے۔ تو اسے وہ تمام ذرائع میسر آنے چاہئیں جن کے نتیجہ میں اس کی فطری طاقتیں ذات قوم اور بنی نوع انسان کے لئے مفید بن سکیں

سب اشیاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں

پس اسلام امراء کے اموال چھین کر ان کی جائدادیں ضبط کرکے ہر انسان کو کمترین معیار زندگی پر ٹھہرا کر مساوات پیدا نہیں کرتا جس کے نتیجہ میں موجودہ زخم پر تو مرہم کا پھایہ رکھا جاتا ہے۔ مگر اس کے نتیجہ میں دوسری جگہ دوسرا پھوڑا پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اسلام کے اقتصادی اصول غرباء کی ضروریات کو تو پورا کرتے ہیں مگر امراء کو کنگال نہیں بناتے۔ اسلام کے اقتصادی نظریہ کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ دین اسلام کے نزدیک زمین و آسمان اور ان کی تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ جنہیں شرعاً و قانوناً ہر ایک کا ایک جیسا حق ہے۔ ہر انسان اس بات میں آزاد ہے کہ وہ اپنے یا اپنوں کے زور بازو کے نتیجہ میں ان اشیاء میں سے جتنا حاصل کر سکتا ہو کرلے فرمایا۔

تبارك الذى له ملك السموات والارض وما بينهما وعنده علم الساعة واليه ترجعون (زخرف)

فرمایا۔ خلق لكم ما فى الارض جميعاً۔ نیز فرمایا۔ قل اللهم مالك الملك تؤتى الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير۔ (آل عمران)

یعنی زمین و آسمان کی بادشاہت اور اقتدار اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور اس کی طرف سے یہ سب چیزیں بطور امانت انسانوں کے سپرد ہیں۔ اس لئے سب انسان بادشاہتوں اور ظاہری ملکیتوں کے متعلق اپنے آپ کو آزاد نہیں سمجھ سکتے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ انہیں ان امانتوں کے صحیح مصرف کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہونا ہوگا۔ امانت کے اس مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا او ان نفعل فى اموالنا ما نشاء (هود) کہ کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے۔ کہ ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں کریں۔ اگر "فی اموالنا" درست ہو۔ اگر ہم اپنے اموال کے حقیقی مالک ہوں۔ تو شعیب علیہ السلام کی قوم کا یہ اعتراض صحیح ہوگا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ حقیقی مالک کے اختیارات میں دخل اندازی کرے۔ لیکن اگر "فی اموالنا" ہی درست نہیں۔ اگر ہم نے نہ ان مالوں کو پیدا کیا۔ نہ ان قوٰے کو جن کے ذریعہ سے ہم نے یہ مال جمع کئے۔ نہ ہم اپنی مرضی سے امیر کے گھر پیدا ہوئے۔ جس کے اموال سے ہم نے حصہ پایا۔ تو ان نفعل ما نشاء بھی درست نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم اپنے مالوں کے امین ہیں نہ کہ مالک تو ہم پر بعض پابندیاں بھی عائد ہونگی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے مال کو جہاں ہم چاہیں گے۔ خرچ نہیں کر سکیں گے۔ اس کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق ہمیں ان اموال کو خرچ کرنا پڑیگا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ بلد میں فرمایا يقول اهلكت مالا لبدا۔ کہ انسان اس پر فخر کرتا ہے۔ کہ اس نے ڈھیروں ڈھیر مال خرچ کر ڈالا۔ اور اس کا خیال ہے کہ مال کو اس قدر فراخ دلی کے ساتھ خرچ کر دینے کی وجہ سے دنیا اسے عزت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ مقبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا ہرگز نہیں۔ محض مال خرچ کر دینا کوئی خوبی نہیں۔ خوبی یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق اور بنی نوع انسان کے مفاد کی خاطر اسے خرچ کیا جائے:

مال جمع یا خرچ کرنے کے متعلق اسلام کی ہدایات

اسلام نے مال جمع کرنے یا خرچ کرنے کے متعلق جو ہدایات دی ہیں۔ ان کی دو غرضیں ہیں اول یہ کہ سیاسی اور اخلاقی عدم مساوات کا دروازہ بند کیا جائے۔ اور دوم یہ کہ ہر فرد بشر کے لئے ضروریات زندگی مہیا ہو سکیں غلامی کو یک قلم مٹا کر اسلام نے بنی نوع انسان کو صرف سیاسی اور تمدنی لحاظ سے ہی مساوات کے مقام پر کھڑا نہیں کیا۔ اس نے اقتصادی عدم مساوات کو بھی دور کیا ہے۔ اور Exploitation of man by man کو یکسر مٹا دیا۔ اور یہ اصول جاری کیا۔ کہ ہر انسان کی اقتصادی جدوجہد اپنے لئے ہونی چاہیئے۔ نہ کہ کسی غیر کے لئے۔ اس جدوجہد میں انسان آزاد ہونا چاہیئے۔ نہ کہ غلام

اسلام کے اقتصادی اصول مندرجہ ذیل عنوانوں کے نیچے آتے ہیں۔

(۱) کسب معاش میں کامل آزادی اور مساوی حقوق جسمانی ودماغی قوی کی آزادانہ نشوونما اسی کے ذیل میں آتا ہے۔

(۲) اگر یہ آزادانہ انفرادی جدوجہد بعض افراد کی ضروریات پوری نہ کر سکے۔ تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس کمی کو پورا کرے۔ جو کوشش کے بعد رہ جاتی ہے۔ یا اگر بعض افراد اس اقتصادی جدوجہد کے قابل نہ ہوں۔ تو ان کا سارا بوجھ حکومت اپنے سر لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مسلمان مقروض مرتا ہے۔ تو اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے۔

(۳) ایسے انتظام کے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ انفرادیت اور عائلی زندگی کے لطیف جذبات کچلے نہ جائیں۔

(۴) یہ انتظام بین الاقوامی ہو۔ ملکی نہ ہو۔

(۵) یہ انتظام طوعی ہو جبری نہ ہو۔

(۶) ایک حصہ جبری بھی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ مکاتبت وغیرہ

غلامی کا انسداد

اول آزادانہ کسب معاش کے راستہ میں غلامی ایک روک تھی۔ غلام جو کچھ بھی کماتا ہے۔ اپنے آقا کے لئے کماتا ہے۔ اس کے پسینہ کی کمائی میں اس کا اپنا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ دنیا کی پرانی اور نئی سب تہذیبیں غلاموں کا خون چوس چوس کر اپنے اقتصادی عروج کو پہنچتی رہی ہیں۔ یہ مضمون اپنی ذات میں ایک وسیع مضمون ہے۔ اور تنگیٔ وقت مجھے اس کی تفاصیل میں جانے کی اجازت نہیں دیتی بہرحال یہ ایک واضح بات ہے۔ کہ غلامی کو مٹا کر اسلام نے تمام بنی نوع انسان کے لئے کسب معاش کے آزادانہ راستے کھولے ہیں۔

حکومت کا فرض

دوئم۔ اسلام نے حکومت وقت کا یہ فرض قرار دیا ہے۔ کہ وہ اپنی رعایا میں سے ہر ایک کی ضروریات زندگی پورا کرنا اپنے ذمہ لے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ ہی میں ایسے رجسٹر کھولے گئے تھے۔ جن میں رعایا کے اقتصادی کوائف درج کئے جاتے تھے۔ اور جو شخص بھی مالی امداد کا محتاج ہوتا تھا۔ حکومت کی طرف سے اس کو امداد پہنچائی جاتی تھی۔ اس کے لئے اسلام نے امراء پر بعض جبری ٹیکس لگائے ہیں۔

اول زکوٰۃ کا حکم دیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جس قدر جائیداد کسی انسان کے پاس سونے چاندی کے سکوں یا اموال تجارت وغیرہ کی قسم میں سے ہو۔ اور اس پر ایک سال گذر چکا ہو۔ حکومت اس سے اندازاً اڑھائی فی صدی جو اقل حد ہے۔ سالانہ ٹیکس لے لیا کرے گی۔ جو ملک کے غرباء اور مساکین کی بہبودی پر خرچ کیا جائے گا۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ ٹیکس صرف آمد پر نہیں لیا جاتا۔ بلکہ سرمایہ اور آمد ہر دو پر لیا جاتا ہے۔ اور ہوسکتا ہے۔ کہ اس کی مقدار نفع کے پچاس فی صدی تک پہنچ جائے۔ اس کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ امراء کی دولت میں غرباء کے حقوق اور ان کی محنت بھی شامل ہے۔ اس لئے ایک ایسا قاعدہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق ہر سال بطور زکوٰۃ غرباء کا حق امراء سے لے لیا جاتا ہے۔

دوسرا جبری ٹیکس اسلام نے خمس کی صورت میں لگایا ہے۔ یعنی اس نے کانوں کی پیداوار میں حکومت کا پانچواں حصہ مقرر کر دیا ہے۔ اس پیداوار پر اگر ایک سال گذر جائے۔ تو مالکان کو خمس کے علاوہ زکوٰۃ بھی دینی پڑیگی۔

مگر چونکہ ان جبری ٹیکسوں سے تمام بنی نوع انسان کی ضروریات پوری نہیں کی جا سکتی تھیں۔ اس لئے ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اسلام نے طوعی چندوں کا دروازہ کھولا۔ تا ہر محتاج کی حاجت روائی بھی ہو جائے اور ان طوعی چندوں میں حصہ لینے والے اپنی اخروی زندگی کے لئے زادِ راہ بھی جمع کر سکیں۔ اسلام کے دورِ اول میں یہ چندے حسب ضرورت حکومت ہنگامی طور پر جمع کرتی رہی ہے۔ مگر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے وقت دنیا میں ایک اقتصادی انقلاب پیدا ہو چکا ہے اور امیر و غریب کا امتیاز پہلے سے کہیں زیادہ ہو گیا ہے۔ جسے محض ہنگامی چندوں سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے جیسا کہ ہم آگے چل کر دکھائیں گے۔ ان طوعی چندوں کو مستقل بنیادوں پر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ بعض اور طریقوں سے بھی اسلام نے امیر و غریب کے امتیاز کو کم سے کمتر کیا ہے۔

ورثہ کے متعلق قوانین

ورثہ کے متعلق مفصل اور معین قوانین مقرر کئے گئے ہیں۔ ورثہ میں سے ⅓ حصہ وصیت کے ذریعہ دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ اس ذریعہ سے مال کی بہترین تقسیم میں مزید دروازہ کھولا گیا ہے۔ ایک امیر کی وفات کے بعد اسلامی شریعت اس کی تمام جائیداد کو اس کے خاندان میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اور یہ حکم اس غرض کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنی جائیداد کسی ایک کو نہ دے۔ بلکہ یہ اس کے ورثاء میں تقسیم کی جائے۔ شریعت نے اس تقسیم میں اولاد کا بھی حق رکھا ہے۔ ماں باپ کا بھی حق رکھا ہے۔ خاوند کا بھی حق رکھا ہے۔ اور بعض حالتوں میں بھائیوں اور بہنوں کا بھی حق رکھا ہے۔ ان قوانین ورثہ کو بدلنے کی اجازت نہیں دی۔ تا مرنے والا کسی ایک رشتہ دار کے حق میں اپنی تمام جائیداد نہ کر جائے۔ اور دولت غیر محدود وقت کے لئے کسی ایک خاندان میں جمع نہ ہو۔ اس حکم کے نتیجہ میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس کی بڑی سے بڑی جائیداد یا بڑی سے بڑی دولت کے تین چار نسلوں ہی میں حصے بخرے نہ ہو جائیں۔

سود کی ممانعت

(ب) اسلام نے سود کو منع قرار دیا۔ اور اس طرح تجارت کو محدود کر دیا۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا کی اقتصادی تباہی کا سب سے بڑا موجب یہی سود ہے۔ سود کے دو عجیب خواص ہیں۔ جب مالدار اسے لیتا ہے۔ تو یہ اس کے اموال میں حیرت انگیز اضافہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ ایک مالدار اپنے اثر و رسوخ اپنی واقفیت اور اپنی ساکھ کی وجہ سے لاکھوں کروڑوں روپیہ بنکوں وغیرہ سے سود پر لے سکتا ہے۔ اور اس روپیہ سے وسیع پیمانہ پر کاروبار چلا کر اپنی دولت کو کئی گنا بڑھا لیتا ہے۔ اور جب ایک غریب بہزار وقت سودی قرضہ اٹھاتا ہے۔ تو اس کے جال میں ایسا پھنستا ہے۔ کہ مرتے دم تک اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور یہی سودی روپیہ اس کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ امیر اس سودی روپے سے ہزاروں ہزار لوگوں کو ہمیشہ کی غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور غریب اسے لیکر خود ایسا غلام بنتا ہے۔ کہ کبھی اس سے آزادی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر دنیا کے مالداروں کی فہرست بنائی جائے۔ تو اکثر مالدار وہی نکلینگے۔ جنہوں نے سود کے ذریعہ ترقی کی ہوگی۔ اور اگر دنیا کے غرباء کی فہرست بنائی جائے۔ یا کم از کم یہ تو یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر ہندوستان کے غرباء کی فہرست بنائی جائے۔ تو ان کی اکثریت ایسے غریب کسانوں کی ہوگی۔ جن کی غربت رہین سود ہوگی۔ اسلام نے سود کی وسیع تعریف کی ہے۔ جس سے بعض ایسی چیزیں بھی جو عرف عام میں سود نہیں سمجھی جاتیں۔ سود کے دائرۂ عمل میں آجاتی ہیں۔ اور وہ سب ناجائز ہو جاتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک سود کی یہ تعریف ہے۔ کہ ہر وہ کام جس پر نفع یقینی ہو۔ جس کے کرنے میں خطرات مول نہ لئے جائیں۔ اس تعریف کی رو سے Monopoly or Trust یعنی حق تجارت بلاشرکت غیر جائز نہیں ہوگی۔

یعنی بڑے بڑے تجار کا یہ سمجھوتہ کہ وہ باہمی مشورہ سے ایک جیسی قیمتیں مقرر کرینگے۔ اور ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کریں گے ناجائز ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے نتیجہ میں مہنگے داموں اشیاء فروخت کی جاتی ہیں۔ اور حاجتمند ضرورت سے زیادہ قیمت دیکر ان اشیاء کو خریدنے پر مجبور ہوتا ہے۔ خریدار گھاٹے میں رہتے ہیں۔ اور ایسے امیر تاجر بڑا نفع کماتے اور بہت امیر ہو جاتے ہیں۔ کارٹل یعنی اس قسم کے بین الاقوامی سمجھوتے بھی اس وجہ سے ناجائز ہونگے۔ اسلام نے ان سب چیزوں کو اس لئے ناجائز قرار دیا۔ تا دنیا کی دولت پر کوئی ایک طبقہ قابض نہ ہو جائے۔ بلکہ مال تمام لوگوں میں چکر کھاتا رہے۔ غرباء کے لئے بھی اپنی اقتصادی حالت درست کرنے کی راہیں کھلی رہیں۔

مال روک رکھنے کی ممانعت

(ج) اسلام نے ایک حکم یہ بھی دیا ہے۔ کہ تم مال کو روک کر نہ رکھو کہ جب مہنگا ہوگا۔ اور قیمت زیادہ ہوگی۔ اس وقت ہم اس مال کو فروخت کریں گے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خود مال کو روک رکھنے سے بھی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب مانگ زیادہ ہو۔ لیکن اشیاء مطلوبہ اس کی نسبت سے کم ہوں۔ تو قیمتیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ خریداروں میں مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ امیر جو زیادہ قیمت خرچ کر سکتے ہیں۔ وہ زیادہ قیمت دیکر ایسی اشیاء کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور غریب ایسی چیز کو خرید کے بھی گھاٹے میں رہتا ہے۔ اور نہ خرید کے بھی۔

قیمتیں گرانے کی ممانعت

(د) پھر اسلام نے قیمتیں گرانے کی بھی ممانعت کی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک امیر تاجر ہی جس کی آمد کے ایک سے زائد ذرائع ہوں۔ نامناسب اور ناجائز

حد تک کسی ایک چیز کی قیمت گرا سکتا ہے۔ کسی ایک شے میں نفع نہ لینا یا ایک حد تک نقصان برداشت کر لینا ایسے تاجر پر کوئی بڑا بار نہیں۔ اس کی آمد کے اور ہزاروں ذریعے ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں وہ غریب تاجر یقیناً دیوالیہ ہو جائیں گے۔ جو اپنی ضروریات زندگی بھی بمشکل اس تجارت سے حاصل کر رہے ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے۔ کہ آپ بازار کا دورہ کر رہے تھے۔ کہ ایک باہر سے آئے ہوئے شخص کو دیکھا کہ وہ خشک انگور نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر رہا تھا جس قیمت پر مدینہ کے تاجر انہیں فروخت نہ کر سکتے تھے۔ آپ نے اسے حکم دیا۔ کہ یا تو اپنا مال منڈی سے اٹھا کر لے جائے۔ یا پھر اسی قیمت پر فروخت کرے جس مناسب قیمت پر مدینہ کے تاجر بھی ایسے انگور فروخت کر سکتے تھے۔ جب آپ سے اس حکم کی وجہ پوچھی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ اگر اس طرح اسے فروخت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تو مدینہ کے تاجروں کو جو مناسب قیمت پر مال فروخت کر رہے ہیں نقصان پہنچے گا۔

کم قیمت پر مال خریدنے کی ممانعت

جہاں اسلام نے منڈی کی قیمت سے کم قیمت پر مال بیچنا منع فرمایا۔ وہاں کم قیمت پر مال خریدنے سے بھی منع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ لوگ شہر سے باہر تجارتی قافلوں کو ملیں۔ اور قبل اس کے کہ شہر کی منڈی کے بھاؤ انہیں معلوم ہوں۔ ان کی لاعلمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کم قیمت پر ان سے مال خرید لیں۔ اسی طرح آپ نے اس بات سے بھی منع فرمایا کہ شہری لوگ ناواقف دیہاتیوں کے لئے بیع کریں۔

خلاصہ یہ کہ یہ پانچوں چیزیں ایسی ہیں۔ جن کے ذریعہ بعض لوگ ناجائز طور پر دولت اپنے قبضہ میں کر لیا کرتے ہیں۔ اور بعض دوسرے لوگ ناجائز نقصان برداشت کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں آزادانہ اقتصادی جد وجہد کے راستہ میں روک تھیں۔ اگر ان کی اجازت دے دی جاتی۔ تو امیر و غریب کا امتیاز اور نا قابل برداشت حد تک بڑھ جاتا۔ اور غربا ایک باطنی غلامی کے شکار ہو جاتے۔ پس اسلام نے ان چیزوں کو منع فرما کر اپنی تعریف کے مطابق اقتصادی مساوات کو قائم کیا ہے۔

لطیف فطری جذبات کا خیال

سوئم:۔ اسلام کے اقتصادی قوانین انفرادیت اور لطیف فطری جذبات کا خیال رکھتے ہیں۔ اکثر چندوں کو طوعی رکھکر ایک طرف افراد کی روحانی ترقی اور قرب الہٰی کے حصول کے رستے کھولے ہیں۔ اور دوسری طرف وفی اموالھم حق کا اصول قائم کر کے۔ کہ امراء کے اموال میں غرباء کی کمائی کا بھی ایک حصہ ہے۔ اور حکومت کو ضروریات زندگی کے مہیا کرنے کا ذمہ دار قرار دے کر حاجتمندوں کو احساس دنائت سے بچایا۔ ورثہ کی تقسیم کے معین قوانین بنا کر اس بات کی حفاظت کی۔ کہ اموال بعض خاندانوں میں جمع ہونے نہ شروع ہو جائیں۔ تو ورثہ کی اجازت دیکر جذبات قرابت و اخوت کو سیر کیا۔ امراء کو عیش و عشرت کی زندگی گذارنے سے روک کر انہیں تمدنی لحاظ سے غرباء کی ہی صف میں لا کھڑا کیا۔ وہ امیر جو ناچ گانے کی مجلس میں شریک ہوتا ہے۔ نہ اسے شراب کی عادت ہے نہ وہ ریشم پہن سکتا ہے۔ نہ وہ سونے چاندی کے زیور استعمال کر سکتا ہے۔ نہ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے اپنے ایک مہمان کے لئے سو سو اونٹ ذبح کر سکتا ہے جو سادہ کھانا کھاتا ہے۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس نظر آتا ہے۔ غرضیکہ ہر طرح سادہ زندگی گذارتا ہے۔ اس میں اور اس غریب میں جس کی تمام ضروریات زندگی پورا کرنا حکومت کا فرض ہے۔ کوئی بڑا فرق نہیں رہ جاتا۔ اس طرح امیر و غریب میں مساوات ہی قائم نہیں ہوتی۔ ہر ایک کو انفرادی آزادی بھی میسر آتی ہے۔ وہ آزادی جس میں دینی اور دنیوی ترقی کی راہیں ہر دو کے لئے یکساں کھلی ہیں۔

بین الاقوامی تمدن کی بنیاد

چہارم:۔ اسلامی اقتصادیات میں ایک بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ یہ ایک بین الاقوامی تمدن کی بنیاد رکھتی ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسی اقتصادی تحریک جاری نہیں ہوئی۔ جسے صحیح معنوں میں بین الاقوامی کہا جا سکتا ہو۔ سرمایہ داری اور امپریلزم کے ملکی ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ اشتراکیت جسے لوگ بین الاقوامی تحریک سمجھتے ہیں۔ اور جس کا کبھی خود بھی یہی دعوٰی تھا بین الاقوامی تحریک نہیں سمجھی جا سکتی۔ اس لئے کہ آج اشتراکیت روسی اشتراکیت کا نام ہے۔ اور روسی اشتراکیت کے مقاصد میں سے یہ ایک مقصد نہیں۔ کہ دنیا میں اشتراکیت کو قائم کیا جائے۔ مارچ ۱۹۳۶ء میں جب مسٹر آر۔ ہاورڈ نے سٹالن سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا سوویٹ یونین نے عالمگیر اشتراکی انقلاب کے ارادے اور اس کا پروگرام اب چھوڑ دیا ہے۔ تو سٹالن نے جواب دیا۔ کہ دنیا میں اس قسم کا انقلاب پیدا کرنے کا ہمارا کبھی بھی ارادہ نہ تھا۔

(سوویٹ یونین ۱۹۳۶ء صفحہ ۵۰-۵۱)

اگر روسی اشتراکیت کا ایسا کوئی ارادہ بھی ہوتا تو بھی اس کے لئے ایسا کرنا ناممکن تھا۔ اس کے ثبوت میں صرف یہ ایک دلیل ہی کافی ہے (اور ایک سے زائد دلائل دینے کی اس وقت گنجائش بھی نہیں) کہ روسی اقتصادیات روبل پر قائم ہے اور بین الاقوامی نقطۂ نگاہ سے روبل کی قیمت ایکسچینج ریٹ پر رکھی گئی ہے۔ ایکسچینج ریٹ کے نتیجہ میں طاقتور ممالک غریب ملکوں کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ روسی حکومت نے ایک روبل کی قیمت آٹھ آنے مقرر کی ہوئی ہے۔ روس میں ایک روبل سے صرف ایک پاؤ آٹا خریدا جا سکتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں اٹھنی سے پانچ سیر سے بھی اوپر آٹا خریدا جا سکتا تھا۔ (۱۹۳۷ء کی قیمتوں کے لحاظ سے) اگر روس باہر کے ملکوں سے آٹا خریدے۔ تو وہ اپنے ملک کے لحاظ سے بیس گنا زیادہ آٹا خرید رہا ہوگا۔ بالفاظ دیگر دوسرے ملک کو ایک اور بیس کی نسبت سے نقصان پہنچا رہا ہوگا۔ پس جس ملک کی اقتصادیات غیر ممالک کو لوٹنے کی تاک میں ہو۔ اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے کو بین الاقوامی تحریک کہے۔

اسلام اس کے برعکس بوجہ ایک مذہبی تحریک ہونے کے ملک ملک نسل نسل اور قوم قوم میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ اسلام عالمگیر تبلیغ اور اشاعت کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اور اسلام کا یہ دعوٰی ہے۔ کہ جس طرح وہ اپنے پہلے دور میں دنیا کے بہت سے ممالک میں پھیل گیا۔ اور ایک شاندار بین الاقوامی برادری اس نے قائم کی۔ اپنے دور ثانی میں وہ تمام دنیا پر چھا جائے گا۔ اور وحدت اقوامی کے قائم کرنے والی تحریک صرف اسلامی تحریک ہی ہو گی۔ اقتصادی لحاظ سے بھی اسلام نے کسی ایسی چیز کو جائز قرار نہیں دیا۔ جس سے طاقتور ملک غریب ممالک کو لوٹ سکے۔ اسلام Rate of Exchange کے مخالف ہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام) اور بین الاقوامی تجارت کو مبادلۂ اشیاء کے اصول پر قائم کرنا چاہتا ہے۔

پنجم:۔ اسلام کا اقتصادی نظام طوعی ہے۔ مگر کچھ حصہ جبری ہے۔ مگر یہ چیز بھی انصاف پر مبنی ہے۔ بہترین نظام وہی ہوتا ہے۔ جس میں کچھ حصہ منصفانہ جبر پر مبنی ہو۔ اور کچھ حصہ طوعی ہو۔ جن کا سارا مال جبراً لے لیا جاتا ہے۔ انہیں کوئی اخلاقی یا روحانی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں یہ خطرہ ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے نتیجہ میں بعض رذیل خصائل ان میں پیدا ہو جائیں۔ غاصبوں کے خلاف غصہ کی آگ ان کے دلوں میں پیدا ہو۔ ان کے اموال سے فائدہ اٹھانے والوں کے متعلق انتقام کی آگ ان کے سینوں میں شعلہ زن رہے۔ اور جب بھی ردعمل کا ان کو موقعہ ملے۔ وہ غرباء پر پہلے سے بھی زیادہ مظالم ڈھانے لگیں۔ جبری نظام بتدریجی نہیں ہوتا۔ جسے اقتدار حاصل ہو۔ غلبہ مل جائے۔ وہ اپنے اقتدار اور غلبہ سے فوری فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ آہستگی سے کام کرنے کی اسے ضرورت نہیں ہوتی۔ اور یہ آناً فاناً آنے والی آندھی نسلوں کی اقتصادی تباہی کا موجب بن جاتی ہے۔ اگر آج بھی روس کا مزدور بہت سے سرمایہ دار ممالک کے مزدور کی نسبت کم مایہ ہے۔ تو یقیناً اس کی ایک وجہ وہ جبری انقلاب ہے۔ جو آناً فاناً چند دنوں کی بغاوت کے نتیجہ میں اس ملک میں قائم ہوا۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام ہی کے اقتصادی قوانین ہیں۔ جس میں دنیا کی اقتصادی فلاح کا راز مضمر ہے۔ مگر اسلام کے پہلے دور میں بوجہ اس کے کہ سیاسی اور تمدنی اسباب اسے میسر نہ تھے۔ اور بوجہ اس کے کہ اسلام کے پہلے اور دوسرے دور کے درمیان ظلمتوں کا ایک دور آنے والا تھا۔ آج سے قبل طوعی چندے مستقل بنیادوں پر قائم نہیں کئے گئے تھے۔ اسلام کے دوسرے دور میں اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرنیوالا ہے۔ جن میں اسلامی طوعی اقتصادیات مستقل بنیادوں پر کھڑی ہو جائیں۔ پس اس دوسرے دور کے متعلق جسے نظام نو بھی کہا جا سکتا ہے کچھ کہنا ضروری ہے۔

اسلام کا نظام نو

۱۸۷۲ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشف میں دکھایا۔ کہ ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا۔ جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا۔ جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا۔ اور کہا کہ:۔

"یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں

کے لئے ہے"۔

حضور علیہ السلام نے اسکی تعبیر یہ فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ حضورؑ کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ایک جماعت عطا کریگا۔ اور یہ کہ رزق کی پریشانگی آپؑ کو اور آپؑ کے درویشوں کو پراگندہ نہیں کریگی۔ یہ بالکل ابتدائی زمانہ کا الہام ہے۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اور جماعت احمدیہ کی بنیاد بھی ابھی نہ رکھی گئی تھی۔ اس الہام میں بھی ایک نئے اقتصادی دور کی طرف ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے۔

ایک زبردست اقتصادی تحریک

سنہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت نظام وصیت کا اجراء کیا۔ نظام وصیت اسلام کے طوعی چندوں کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنے والا نظام ہے۔ ہر شخص اپنی مرضی سے اور بلا جبر و اکراہ اپنی کل جائداد کا دسویں حصہ سے لیکر تیسرے حصہ تک اشاعت دین اور مصالح دین کے لئے دیتا ہے۔ تا ان اموال سے جماعت احمدیہ یتیموں۔ بیواؤں اور محتاجوں کی خبر گیری کر سکے۔ یہ ایک زبردست اقتصادی تحریک ہے۔ جو اپنے دائرہ میں اتنی وسعت رکھتی ہے۔ کہ دنیا کی کوئی اقتصادی تحریک بلا استثناء تحریک اشتراکیت امی ر... بھی ... تھی۔ اور یہ وہی ... طاقتور انتظام ہے کہ دنیا کا کوئی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں یہ نظام قائم کیا گیا۔ اور ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو حضور علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہام کیا۔ کہ

"ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۶۵۰)

ان روحانی معنوں کے علاوہ جو اس الہام میں پائے جاتے ہیں۔ یہ الہام نظام وصیت یعنی نئے نظام اقتصادیات کی کامیابی کی شاندار بشارت بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ ہزاروں انسان جو اب سے تربیت حاصل کریں گے۔ اپنی جائیدادوں کے ۱/۱۰ حصہ سے لیکر ۱/۳ تک اس نظام نو کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے دیں گے۔ اور یہ نظام اتنا مضبوط اور اس قدر وسیع ہو جائیگا۔ کہ صرف یہی ایک نظام ہوگا۔ جو تمام دنیا کے بھوکوں کی بھوک دور کرنے والا بنے گا۔ اور تمام محتاجوں کی حاجت روائی کرے گا۔ خواہ یہ محتاج منظم ہو کر اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے والے ہوں۔ یعنی سائل ہوں۔ یا بوجہ اپنی کمزوریوں کے سوال کرنے کی جرأت بھی نہ رکھتے ہوں۔ خواہ یہ ایسے لوگ ہوں۔ جن پر ان کی اقتصادی مصیبت اس قدر بڑھ چکی ہو۔ کہ وہ سوال پر اتر آئیں۔ خواہ یہ ایسے لوگ ہوں جن کی عزت نفس سوال پر موت کو ترجیح دیتی ہو۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے سنہ ۱۹۰۷ء کے الہام میں حضور علیہ السلام کو فرمایا۔ کہ یاایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔ کہ اے نبی تو اور وہ ہزاروں آدمی جو تیرے پروں کے نیچے ہیں۔ تم سب بھوکوں اور محتاجوں کو کھلاؤ اور ان کی حاجت روائی کرو۔ نبی سے خطاب بتاتا ہے۔ کہ یہ ذمہ واری نظام جماعت پر ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ بہت سے دوسرے اقتصادی نظام (خصوصاً نظام اشتراکیت) یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ سے دنیا کی اقتصادی بیماریاں دور ہوں گی۔ اور ان میں سے بعض نظام بظاہر کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔ مثلاً نظام اشتراکیت بہت زور پکڑ رہا ہے۔ روس جیسے وسیع ملک میں کامیاب ہو رہی ہے اور دیگر مغربی اور مشرقی ممالک میں اسکی جڑیں مضبوط ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر دل ڈرتے ہیں۔ کہ خدا جانے ہماری کمزوریاں نظام نو کے جلد تر دنیا میں پھیل جانے کے راستہ میں روک نہ ہوں۔

ایک عظیم الشان بشارت

... کو تسلی دلانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے الہام کے ساتھ ہی ایک اور الہام کے ذریعہ ایک عظیم الشان بشارت جماعت احمدیہ کو دی۔ اور وہ یہ کہ

دبدبۂ خسروِیم شد بلند
زلزلہ در گورِ نظامی فگند

یعنی میری بادشاہت کا دبدبہ بلند ہوا۔ نظامی کی قبر میں زلزلہ پڑا۔

نظامی کون ہے۔ اور اس کی قبر سے کیا مراد ہے۔ ان سوالات کا جواب اس الہام کے سمجھنے کی کنجی ہیں۔ میرے نزدیک نظامی سے مراد کارل مارکس ہے۔ جو ایک نئے نظام یعنی اشتراکیت کا بانی ہونے کی وجہ سے نظامی یعنی نظام والا ٹھہرایا گیا ہے۔ اور نظامی کی قبر سے مراد روسی اشتراکیت ہے۔ حال ہی میں نیچ نرائن نے مارکس کے نظریوں پر ایک کتاب قلمبند کی ہے۔ جس میں اس نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مارکس کے نظریے مر چکے ہیں۔ کتاب کا نام ہی اس نے Marxism is dead یعنی مارکس کے اصول مردہ ہو چکے ہیں رکھا ہے۔ اگر مارکس کے نظریے مر چکے ہیں۔ تو ان کو کس نے مارا۔ اور ان کی قبر کہاں ہے۔ نیچ نرائن نے اپنی کتاب کے ایک باب کا عنوان ہی یہ رکھا ہے۔

"روس مارکس کے نظریوں کی قبر کھودنے والے"
Russia the grave digger of Marxism

اس کتاب کے پڑھنے والے پر کم از کم ایک بات اتنی واضح ہو جاتی ہے۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور وہ یہ کہ روس میں مارکس کے اصول جاری کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر بعض وجوہ کی بناء پر جن کی تفصیل میں جانا اس وقت مشکل ہے۔ روس کو مارکس کے اصول چھوڑ کر ایک دوسری قسم کی اشتراکیت کو جاری کرنا پڑا۔ جو اشتراکیت ایک طرف تو سرمایہ داری کے قریب سے قریب تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ روسی اشتراکیت ایک بہت بڑی طاقت بن رہی ہے جس کے متعلق یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ کہیں وہ دنیا کے نظام میں ایک خطرناک تہلکہ نہ مچا دے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں جب دنیا کے سب اشتراکی مارکس کی غلامی کو فخر سمجھتے اور اس کے اصول کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی جانوں۔ عزتوں اور مالوں کی قربانیاں دے رہے تھے۔ اور دنیا میں ایک انقلاب کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ سرمایہ دار ممالک اس خوف سے تھرا رہے تھے۔ کہ کہیں مارکس کی اشتراکیت ان ممالک کے نظام کو تہ و بالا نہ کر دے۔ اس وقت خدا کے رسول نے اپنی جماعت کو یہ خوشخبری دی۔ کہ تمہیں خوف کا مقام نہیں۔ یہ نئے نظام کا مدعی کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ کامیابی سے قبل ہی دنیا سے مٹ جائے گا۔ اور اس نظامی کی قبر سے ایک نئی اشتراکیت پیدا ہوگی۔ جسے ہم روسی اشتراکیت کہہ سکتے ہیں۔ دنیا کو اگر خطرہ پیدا ہوگا۔ تو نظامی یعنی مارکس سے نہیں بلکہ روسی اشتراکیت یعنی نظامی کی قبر سے خطرہ پیدا ہوگا۔ مگر تم گھبرانا نہیں ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں۔ کہ جب یہ نظامی کی قبر یعنی روسی اشتراکیت تمہارے مقابلہ میں آئے گی۔ تو اس وقت اس قبر میں زلزلہ پیدا ہوگا۔ اور وہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور میری ہی بادشاہت کا دبدبہ بلند ہوگا۔ نظام وصیت کامیاب ہو کر رہیگا۔ اللہ اکبر۔ اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود۔

دراصل احمدیت کا آخری ٹکراؤ اشتراکی روس کے ساتھ مقدر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ کہ زار روس کا عصا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔

اشتراکی نظام میں یقیناً یہ خوبی ہے۔ کہ وہ سرمایہ داری کی بھیانک تصویر کے خلاف ایک بھاری ردّ عمل ہے۔ مگر پنڈولم کی حرکت کی طرح وہ دوسری انتہا کی طرف نکل گیا ہے۔ اور شائد سرمایہ داری سے بھی زیادہ خطرناک بننے والا ہے۔

اعلان نکاح

۲۹ دسمبر ۴۵ء کو شیخ حمید اللہ ولد شیخ عبد الرحمن کا نکاح عزیزہ سیدہ خانم بنت شیخ عبد الکریم صاحب نوشہرہ ککے زئیاں سے بالعوض مبلغ پانصد حق مہر پر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ یہ نکاح جانبین کے لئے دین و دنیا میں بابرکت کرے۔ خاکسار محمد شفیع دارالانوار قادیان

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔
(مینیجر)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

کوریا ۲ جنوری۔ ماسکو کانفرنس میں کوریا کے لئے پانچ سال کی ٹرسٹی شپ کے فیصلہ کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے فوروز پرہ ۲ ہزار اشخاص نے کوریا کے بازاروں میں مظاہرہ کیا۔ مظاہرین "ہمیں فوراً آزاد کیا جائے" کے نعرے لگا رہے تھے۔

سنگاپور ۲ر جنوری۔ لارڈ مونٹ بیٹن نے نوروز کے موقعہ پر ہندوستانی فوجوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ خواہ انہیں کتنا ہی اشتعال دلایا جائے ان کے دل میں بدلہ لینے کا خیال پیدا نہیں ہو جانا چاہیئے۔ اگر ہماری فوجوں نے رواداری کا اظہار کیا۔ تو ولندیزوں اور انڈونیشنوں کے اختلافات مٹ جائیں گے۔ اور ان میں سمجھوتہ کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

واشنگٹن ۲ر جنوری۔ امریکی وزیر خارجہ نے کل رات اعلان کیا۔ کہ امریکی فوجیں ایران سے نکل گئی ہیں۔ اور اس طرح یکم جنوری تک فوجیں نکالنے کے وعدہ کو پورا کر دیا گیا ہے۔ روسی اور برطانوی فوجیں ۲ر مارچ تک نکال لی جائیں گی۔ آپ نے مزید کہا۔ مجھے قوی امید ہے۔ کہ عظمائے ثلاثہ کے درمیان ایران کی بابت تحقیقات کرنے کے لئے کمشن مقرر کرنے کا جلد فیصلہ ہو جائے گا۔

پیرس ۲ر جنوری۔ آج اسمبلی میں جنرل ڈیگال کی وزارت نے مستعفی ہونے کی دھمکی دی۔ گورنمنٹ نے نیشنل ڈیفنس کے لئے جو مطالبات پیش کئے تھے۔ اسمبلی اس میں بیس فیصدی تخفیف کرنا چاہتی تھی۔

استنبول ۲ر جنوری۔ ترکی کے وزیر خارجہ نے جو لنڈن میں اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں۔ ایک بیان میں کہا۔ کہ ترکی اپنے تمام آدمیوں کو میدان جنگ میں مروا دے گا۔ لیکن اپنی ایک انچ زمین کسی کو نہ دے گا۔

لنڈن ۲ جنوری۔ وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس نے ایک تقریر میں کہا کہ ۱۹۴۶ء ہندوستان کی تاریخ میں نہایت اہم سال ہو گا۔ برطانوی حکومت ہر ممکن کوشش کریگی۔ کہ ہندوستان ۱۹۴۶ء میں برطانوی کامن ویلتھ میں برابر کا حصہ دار بن جائے۔

قاہرہ ۲ر جنوری۔ شاہ فاروق نے عبدالرحمن عزام بے سکرٹری عرب لیگ کو "پاشا" کا خطاب دیا ہے۔

بیت المقدس ۲ر فلسطینی حکام سخت پریشان ہیں کہ برطانوی فوجیں ان یہودیوں کو گرفتار کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوئیں۔ جنہوں نے پچھلے ہفتہ فسادات کرائے تھے۔

پشاور ۲ر جنوری۔ خان رب نواز خان جو سرخ پوشان سرحد کے سالار اعظم اور خان عبدالغفار خان کے بھتیجے ہیں۔ اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں

نورمبرگ ۲ر جنوری۔ چیکوسلواکیہ کی پولیس نے ایک بارہ سالہ لڑکے کو بوہیمیا میں زیر حراست کر لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لڑکا ہٹلر کا بیٹا ہو۔ امریکن سراغ رسان افسروں کو ہٹلر کی شادی کا جو سرٹیفکیٹ دستیاب ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکے کا فوٹو بھی منسلک تھا۔ گرفتار شدہ لڑکے کا حلیہ اس تصویر سے بالکل ملتا ہے۔ لڑکے کے قبضہ سے جعلی شناختی کاغذات بھی برآمد ہوئے ہیں۔ وہ اپنا نام شلٹر بتاتا ہے۔ اس کا حلیہ بہت حد تک ہٹلر سے ملتا جلتا ہے۔ کوئی دو مہینے ہوئے یہ لڑکا برلن سے بوہیمیا گیا تھا۔

کلکتہ ۲ر جنوری۔ روس کا ایک بحری جہاز کلکتہ کی بندرگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ آغاز جنگ سے لیکر اب تک یہ پہلا روسی جہاز ہے۔ جو یہاں پہنچا ہے۔ اس میں نمک لدا ہوا ہے۔

لنڈن ۲ر جنوری۔ ترکی اور روس کے جھگڑے سے جو اندیشے لاحق ہو رہے ہیں۔ مسٹر بیون وزیر خارجہ نے انہیں تشویش انگیز قرار دیا ہے۔ اگر اس جھگڑے نے شدید تر صورت اختیار کر لی۔ تو مسٹر بیون یہ تجویز کریں گے۔ کہ اس کے متعلق کوئی بین الاقوامی کارروائی کیجائے۔

آگرہ ۲ر جنوری۔ کانپور کے مشہور و معروف تاجر حافظ محمد صدیق نے آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کو پانچ لاکھ روپیہ اس غرض سے پیش کئے ہیں۔ کہ اس سے کانپور میں مسلم صنعتی اور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جائے۔

طہران ۲ر جنوری۔ حسین علی ہدایت جو ابراہیم حکیمی کی کابینہ میں وزیر رہ چکے ہیں۔ افغانستان میں ایرانی سفیر مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ برطانوی سیاست کے مداح خیال کئے جاتے ہیں۔

لاہور ۲ر جنوری۔ پولیس نے شیخ محمد طفیل جنرل سکرٹری احرار پالیمنٹری بورڈ امرتسر کو ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت گرفتار کر لیا ہے۔

پیرس ۲ر جنوری۔ اخبار فرانس سوائر مطراز ہے۔ کہ ۱۹ر دسمبر کو ہٹلر کی لاش روسی ہائی کمان کو مل گئی۔ اور اس کو شناخت کر لیا گیا ہے۔

کونٹائی ۲ر جنوری۔ گاندھی جی نے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ سبھاش چندر بوس بقید حیات اور کسی جگہ پوشیدہ ہیں۔ میں ان کی بلند حوصلگی اور حب وطن کا مداح ہوں۔

واشنگٹن ۲ر جنوری۔ ڈپلومیٹک افسروں نے آج اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ ۱۹۴۶ء میں برطانیہ اور امریکہ سرکاری طور پر تسلیم کر لیں گے۔ کہ لیتھونیا۔ اسٹونیا اور لٹویا کی ریاستیں سوویٹ یونین کا حصہ ہیں۔

لنڈن ۲ر جنوری۔ برطانوی وزارت جنگ نے اعلان کیا ہے۔ کہ واشنگٹن کی اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ لارڈ ویول وائسرائے ہند نے برطانوی وزارت جنگ کو لکھا تھا کہ ہندوستان کی مخالفانہ رائے عامہ کے پیش نظر جاوا سے ہندوستانی فوجیں واپس منگالی جائیں۔

لنڈن ۳ر جنوری۔ بادشاہ سلامت اگلے ہفتہ جنرل اسمبلی میں شامل ہونیوالے تمام نمائندگان کو میٹنگ شروع ہونے سے ایک دن قبل سرکاری طور پر دعوت دیں گے۔ اسمبلی میں ۵۱ ممالک کے ۲ ہزار کے قریب ممبران شامل ہو رہے ہیں۔ آج ماسکو کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ جنرل اسمبلی میں شامل ہونے کے لئے روسی ڈیلیگیشن نائب وزیر خارجہ کی قیادت میں شامل ہو گا۔ اس میں دو عورتیں بھی شامل ہو رہی ہیں۔ (۱) مسنز روز ویلٹ جو امریکہ کی نمائندہ ہوں گی۔ (۲) برطانیہ کی وزیر تعلیم۔

لنڈن ۳ر جنوری۔ عظمائے ثلاثہ کے ایک مشترکہ کمشن نے رومانیہ میں تشکیل حکومت کا کام ماسکو کانفرنس کی طے شدہ تجاویز کے مطابق شروع کر دیا ہے۔ سب پارٹیوں کے نمائندگان کی ایک مشترکہ حکومت بنائی جائیگی۔ اس مقصد کے پیش نظر بادشاہ رومانیہ اور وزیر اعظم سے ملاقات کر چکا ہے۔

نیویارک ۳ر جنوری۔ یہودی معاملات کی تحقیق کے لئے برطانوی ممبر آج نیویارک پہنچنے والے ہیں تا کہ امریکہ اور برطانیہ کے ایک مشترکہ مشن کی صورت میں ان معاملات پر بحث ہو سکے۔

ٹوکیو ۳ر جنوری۔ جنرل میکارتھر نے جاپان پر کنٹرول کرنے کے بارے میں ابتدائی دو ماہ کی رپورٹ سے حکومت امریکہ کو مطلع کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ جاپان میں جمہوری حکومت قائم کرنے کے لئے بنیادی اور ٹھوس تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اور ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں موجودہ جاپانی کیبنٹ کو تبدیل کرنا پڑے۔ جنرل میکارتھر نے ان تبدیلیوں کا بھی ذکر کیا۔ جو بہت جلد جاپان میں کی جائیں گی۔

چنکنگ ۳ر جنوری۔ کمیونسٹوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر سنٹرل گورنمنٹ کی فوجوں نے جنوبی منچوریا میں لشکر کشی کی۔ تو ہر ممکن طریق سے ان کی مزاحمت کی جائیگی۔

لاہور ۳ر جنوری۔ آج ہائیکورٹ میں جسٹس محمد منیر کے سامنے کیپٹن برہان الدین کی درخواست ہیبئس کارپس پھر پیش ہوئی۔ سر نوشیروان انجینیر ایڈووکیٹ جنرل نے یقین دلایا۔ کہ فوجی عدالت اس مقدمہ کو اسوقت تک ملتوی رکھے گی۔ جب تک ہائیکورٹ اس کے متعلق فیصلہ نہ کر دے۔ جسٹس محمد منیر نے کہا۔ کہ اگلے سوموار تک عدالت فیصلہ کر دے گی۔

نئی دہلی ۳ر جنوری۔ آج ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ کیپٹن شاہنواز کیپٹن سہگل اور لفٹننٹ ڈھلوں کے خلاف بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کا الزام درست ثابت ہو گیا ہے۔ جسکی سزا موت یا عمر قید ہے۔ عدالت نے عمر قید کی سزا دی۔ نیز فوج سے نکال دینے اور اس وقت کی تنخواہ ضبط کر لینے کی بھی سزا دی۔ سزا کی تصدیق کرنے والے افسر اعلیٰ کمانڈر انچیف نے عمر قید کی سزا بھی معاف کر دی۔ مگر تنخواہ وغیرہ ضبط کرنے کی سزا کی تصدیق کر دی۔

لاہور ۳ر جنوری۔ سونا ۸۲/- چاندی ۱۳۵/۴- پونڈ ۵۷/۸-